نظم کی وضع (Pattern of a Poem)

یٰسین آفاقی، ایسوسی ایٹ پروفیسر، اسلام آباد کالج فار بوائز، اسلام آباد

Abstract

In the making of free verse poetry, pattern is one of the most important way of contracting form. Form includes both the visual and sound elements in a poem. The present article discusses pattern of a poem as its structure with emphasis on variance within the visual elements of a poem.

وضع (Pattern) ادب میں فنِ مصوری سے مستعار لی ہوئی اصطلاح ہے۔ جے۔ اے۔ کڈن نے ادبی اصطلاحات کی لغت میں لکھا ہے:

> "As a literary term, a model, design, plan or precedent _ with the implication of being worthy of imitation."[۱]

ڈاکٹر شوکت سبزواری کا کہنا ہے کہ ہیئت، ساخت اور وضع قریب قریب ہم معنی الفاظ ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ جب یہ الفاظ ادب میں استعمال ہوتے ہیں، تو فن کی ہیئت، ناول کی ساخت اور نظم کی وضع جیسی ترکیبیں وضع کی جاتی ہیں اور ان کا مفہوم دھندلا ہو جاتا ہے اور کوئی واضح اور روشن تصور پڑھنے والے کے ذہن میں نہیں آتا۔ انھوں نے ساخت اور وضع کو ہم معنی قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: ''ساخت ہیئت کے مقابلے میں کسی قدر عام اصطلاح ہے۔ ہیئت ایک خاص قسم کی ساخت ہے...... وضع خاص قسم کی ہیئت ہے۔ یہ ساخت اور ہیئت دونوں سے زیادہ محدود ہے اس کا دائرہ دونوں سے زیادہ تنگ ہے۔''[۲] ان اصطلاحوں کے ادبی مفہوم میں کیفیت کا فرق ہے۔ عمومیت اور خصوصیت کا فرق ہے۔ ادبی اعتبار سے ان کے مفہوم کا تعین کرتے ہوئے ڈاکٹر شوکت سبزواری رقم طراز ہیں:

> ''ساخت ان تینوں میں زیادہ عام ہے۔ ہیئت اور وضع دونوں پر اس کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ ہیئت اور وضع دونوں کی ساخت ہوتی ہے۔ اس کے بعد ہیئت کا درجہ ہے۔ ہر وضع کی ہیئت ہوتی ہے لیکن ہر ہیئت کی وضع نہیں ہوتی۔''[۳]

ڈاکٹر عنوان چشتی نے بھی ہیئت، ساخت اور وضع کے معنوی حدود کا تعین کیا ہے۔ وہ ان کے مابین مشابہت واختلاف کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وضع میں ڈیزائن اور انداز کا تصور مضمر ہے جب کہ ساخت میں بناوٹ اور بُنت کا۔ وضع کا لفظ کسی قدر خارجی معنویت کی طرف اور ساخت بھی خارجی خصوصیت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ہیئت ان دونوں کے مفہوم پر محیط ہے۔ یعنی ہر ہیئت کی وضع بھی ہوتی ہے اور ساخت بھی مگر ہر وضع اور ساخت کی ہیئت بھی ہوتی ہے۔''۴

ڈاکٹر شوکت سبزواری اور ڈاکٹر عنوان چشتی کے نقطۂ نظر میں فرق ہے۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری کہتے ہیں کہ ''ہر وضع کی ہیئت ہوتی ہے لیکن ہر ہیئت کی وضع نہیں ہوتی'' اور ڈاکٹر عنوان چشتی کا کہنا ہے کہ ''ہر ہیئت کی وضع بھی ہوتی ہے اور ساخت بھی مگر ہر وضع اور ساخت کی ہیئت بھی ہوتی ہے۔''۵ اس اختلاف سے پتا چلتا ہے کہ ڈاکٹر شوکت سبزواری کے نزدیک وضع اور ہیئت میں فرق ہے جب کہ ڈاکٹر عنوان چشتی کے نزدیک ان میں فرق نہیں۔ نظم کی وضع کو اس کے صوری پیکر سے واضح کیا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات نظم میں جو کسی وضع کا تسلسل ملتا ہے۔ اس وضع کی تشکیل شاعر کی ہنروری کے ساتھ ساتھ اس کی ذہنی کیفیت کی مناسبت سے ہوتی ہے۔ اس لیے نظم کی وضع کے مطالعے سے بھی نظم کی گہری معنوی پرتوں کو آشکار کیا جا سکتا ہے۔ وضع سازی کی کوشش کے نتیجے میں بعض اوقات نظم میں ایک فضا قائم ہو جاتی ہے جو نظم میں وضع کے چھا جانے کی شہادت دیتی ہے۔ ای۔ ایم۔ فارسٹر ''ناول کا فن'' میں لکھتا ہے:

''پیٹرن کو اُبھرنا چاہیے اور پیٹرن سے ابھرنے والی کسی بھی چیز کو بے مصرف خس و خاشاک کی طرح چھانٹ دیا جانا چاہیے، خواہ جیتے جاگتے انسان ہی کیوں نہ ہو۔''۶

اس سے فنّی تخلیق میں پیٹرن کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ پیٹرن کی تشکیل کے ذریعے تخلیق میں حسن اور دلآویزی کا عنصر پیدا ہو جاتا ہے۔ ای۔ ایم۔ فارسٹر کا کہنا ہے کہ پیٹرن ایک مبہم سی اصطلاح ہے، اس کا مفہوم واضح کرنا آسان نہیں۔ شاید ایسی لیے ابوالکلام قاسمی نے پیٹرن کا اُردو ترجمہ نہیں کیا۔ فارسٹر نے ناول میں پیٹرن کے عنصر کی نشوونما کے بارے میں اپنے نقطۂ نظر کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے: ''پیٹرن ناول کا ایک جمالیاتی پہلو ہے اور ہر چند کہ اس کی نشوونما، ناول کے کردار، منظر، لفظیات، کسی سے بھی ہو سکتی ہے لیکن وہ اپنی زیادہ تر غذا پلاٹ سے حاصل کرتا ہے۔''۷ چوں کہ پیٹرن کسی ادبی تخلیق میں بعض عناصر کی تکرار سے تشکیل پاتا ہے جو اُس کی ہیئت کی تعمیر کرتے ہیں۔ لہٰذا اب سوال یہ ہے کہ نظم میں پیٹرن سے کیا مراد ہے اور یہ کیسے بنتا ہے؟

"Pattern is any recurring or consistent visual aspect of a poem. Repetition is the base unit of pattern; things repeated create notable patterns within a poem. This includes words, phrases, sentences, and other grammar based variations. Since a poem has some qualities that are unique only to poetry, namely line and stanza, they are possible places to seek repetition and subsequently pattern."۸

اس اقتباس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ پیٹرن نظم کے مصرعوں اور اسٹینز وں میں پنہاں ہوتا ہے۔ اس کو مصرعوں کی لمبائی اور اسٹینز وں میں مصرعوں کی تعداد میں کمی بیشی وغیرہ سے شناخت کیا جا سکتا ہے۔ پیٹرن کی تعمیر و تشکیل کو شمس الرحمٰن فاروقی نے شاعر کا ایک حربہ کہا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے:

''یہ درست ہے کہ مصرعوں کی لمبائی یا اُن کے ارکان کی تعداد زیادہ یا کم کرتے رہنا تا کہ شاعرانہ تشدید Intensification کا لہجہ حاصل ہو جائے شاعر کا ایک بہت بڑا حربہ اور اس کا حق ہے لیکن اس کے لیے ایک شعوری اور مسلسل کوشش ضروری ہوتی ہے تا کہ کوئی واضح Pattern پیدا ہو سکے۔''۹

شمس الرحمٰن فاروقی نے لیوی اسٹراس کے افکار کو زیر بحث لاتے ہوئے سٹر کچر (Structure) کا ترجمہ وضع اور پیٹرن (Pattern) کا قماش کیا ہے۔ لیوی اسٹراس کے حوالے سے اُن کا کہنا ہے کہ اُس نے ادب کے طالب علم کو یہ بصیرت عطا کی کہ اگر سماج کے تمام عوامل اور مظاہر کسی وضع (structure) کا حصہ ہیں، اور ہر مظہر خود ایک چھوٹی سی وضع (sturcture) ہوتا ہے، اور ان کا ارتقا کسی عقلی/ تاریخی اُصول کے تحت نہیں، بلکہ اپنی ہی منطق کے زیر اثر ہوتا ہے، اور اس کے اُصول اپنی جگہ پر خود مختار و خود کفیل ہیں۔ اس تناظر میں لیوی اسٹراس کا یہ کہنا بالکل درست ہے:

''ادب کے بھی مطالعات کو کیوں نہ اس نہج پر قائم کیا جائے کہ ادب ایک وضع ہے، جس کے اپنے طور طریقے ہیں، اور جس کے مختلف اصناف کو ہم اس طرح الگ الگ، لیکن مربوط طریقے سے دیکھ سکتے ہیں جس طرح سماج کے عناصر و مظاہر کو دیکھتے ہیں۔''۱۰

لیوی اسٹراس نے ایڈیپس (oedipus) کے اسطور کو اس نقطۂ نظر سے نہیں دیکھا کہ اس میں واقعات کی ترتیب کیا ہے بلکہ اس ضمن میں اُس نے یہ استفسار کیا کہ ''جو واقعات یہاں بیان ہوئے ہیں، ان کی تہ میں Pattern کیا ہے (یعنی کس قماش کے تابع ہیں؟) اور قماش ان کو معنی عطا کرتی ہے۔''۱۱ شمس الرحمٰن فاروقی لیوی اسٹراس کی ان بصیرتوں کی مدد سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں:

''متن کے مطالعے میں لسانی، اور غیر لسانی قماشوں کی اہمیت ہے، نہ کہ سطح پر بیان کیے گئے معاملات کی۔ اس طرح لیوی اسٹراؤس نے سوسیور (Frdinand de Saussure) کی وضعیاتی لسانیات سے جو نکتہ لیا تھا، اُسے اُس نے کئی گنا قوت مند بنا کر ادبی تنقید کو دے دیا۔ غیر لسانی قماشوں کی اہمیت کو دریافت کرنے کی ہی وجہ سے وضعیات کے سب سے زیادہ قیمتی کارنامے بیانیات (Narratology) کے میدان میں نظر آتے ہیں۔ شاعری اور دیگر اصناف میں وضعیاتی فکر بعض عمومی بصیرتیں ضرور عطا کرتی ہے، لیکن اس سے آگے نہیں جاتی۔''۱۲

شمس الرحمٰن فاروقی کا یہ نتیجہ درست ہے کہ ساختیاتی لسانیات کے سب سے زیادہ ثمرات بیانیات نے حاصل کیے۔ تاہم میرا خیال ہے کہ شاعر نے اپنے تخیّل کی مدد سے جس ساخت (Structure) کو رونما کیا ہے، اگر اُس کے اجزا و عناصر کو اُس کے کُل کلام سے یک جا کر کے جدید اور مابعد جدید تنقید کی شعریات کی روشنی میں اُن کا مطالعہ

کیا جائے تو شاعری کے میدان میں بھی حیرت انگیز نتائج حاصل ہوں گے۔

روبن سکلیٹن نے "The Poetic Pattern" میں شاعرانہ وضع کے باب میں بصیرت افروز گفت گو کی ہے۔ کائناتِ فطرت میں جو لگے بندھے نقشے، بنی بنائی شکلیں، باقاعدہ ہیئتیں اور جو منظّم کلیتیں دکھائی دیتی ہیں وہ اُنھیں وضع کے عمومی نام سے پکارتا ہے۔۱۳؎ اُس کے نزدیک انسان طبعاً وضع ساز واقع ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام انسانوں کی سائیکی کی ساخت ایک ہی جیسی ہے اور اُس میں چند ضروری نفسیاتی عمل ظہور میں آتے ہیں، جو خود انگیختہ اور بار بار عود کرنے والی وضعوں کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ یہ وضعیں قدیم الاصل وضعیں ہیں جو کسی فرد کے اندر بذاتِ خود موجود نہیں ہوتیں، بلکہ اُسے میراث میں ملتی ہیں، کیوں کہ وہ انسانی سائیکی کی طبعی ساخت کے اندر مضمر ہیں۔ ہر تمثال کم و بیش بجائے خود ایک وضع ہوتی ہے اور ایک شاعرانہ تمثال بذات خود ایک ایسی وضع ہوسکتی ہے جو مختلف معانی رکھتی ہو۔ روبن سکلیٹن کے حوالے سے محمد ہادی حسین لکھتے ہیں:

> ''جب شاعر الفاظ کے متفرق معانی کو ایک وحدت میں جمع کرتا ہے اور اس طرح نئے علائق و روابط کا انکشاف کرتا ہے تو وہ زبان کی فطری نشوونما کے دھارے کی مخالف سمت میں تیرتا ہے۔ یہ بہرحال کسی نظم میں طرف ایک لفظ یا استعارہ ہی نہیں ہوتا، اُس کی ایک مخصوص ہیئت، ایک عام وضع بھی ہوتی ہے۔''۱۴؎

ایک ایسا لفظ جو بہت سے معانی رکھتا ہو، ایک منظّم کلیت ہوتا ہے۔ ولیم ایمپسن کے بقول ''شاعری آسانی سے استعمال ہو سکنے والی لسانی کلیّتوں سے کام لینے کا ایک طریقہ ہے''۱۵؎ اس لیے ایسا لفظ اُسی طرح ایک وضع ہے جس طرح ایک ایسا لفظ جو کسی نظم میں اس طرح استعمال کیا گیا ہو کہ اُس کے متعدد ائتلافات (Associations) ذہن میں پیدا ہو جاتے ہوں یا ایسا لفظ جو ایک استعارے میں استعمال کیا گیا ہو اور جو مختلف سطحوں پر مختلف معانی رکھتا ہو۔ روبن سکلیٹن لکھتا ہے:

> ''جب کوئی نظم کسی تجربے کو بیان کرتی ہے تو وہ محض اس کی مرکزی جزئیات کو انتخاب کر کے انھی کو پیش کرنے پر انحصار کرتی ہے، یعنی وہ تجربے کی اندرونی وضع کی عکاسی کرتی ہے۔ یہ ایک قسم کا تجریدی عمل ہے، لیکن فرق یہ ہے کہ تجربے کے جن پہلوؤں اور جن جزئیات کو وہ بیان کرتی ہے، وہ یک جا ہو کر بجائے خود ایک نئی وحدت، ایک نئی نامیاتی وحدت بن جاتے ہیں۔''۱۶؎

اس بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نظم کی وضع تجربے اور تجربے کی آگاہی کو ایک منظّم وحدت میں مرکوز کرتی ہے۔ نظم کی ہیئت کی اندرونی اور بیرونی تہ میں کوئی پیٹرن ہونا چاہیے جو اُسے معنی عطا کرے اور وہ پیٹرن ایسا ہونا چاہیے کہ قاری اُس کا براہِ راست احساس کر سکے۔ اس قسم کا پیٹرن تجربے میں اپنے آپ موجود نہیں ہوتا، شاعر خود پیدا کرتا ہے۔

حواشی:

۱۔ Cuddon, J. A; Dictionary of Literary Terms and Literary Theory, Penguin Books Ltd. England, 1979, p. 495

۲۔ بہ حوالہ اُردو شاعری میں ہیئت کے تجربے، ڈاکٹر عنوان چشتی، تخلیق مرکز، لاہور: س ن، ص:۲۱

۳۔ ایضاً، ص: ۲۵

۴۔ ایضاً، ص: ۲۵

۵۔ ایضاً، ص:۱۴

۶۔ فارسٹر، ای۔ ایم، ناول کا فن، مترجم، ابوالکلام قاسمی، علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، ایڈیشن ۲۰۱۰ء، ص:۱۴۴۔۱۴۵

۷۔ ایضاً، ص:۱۳۶

۸۔ http://owl.eng.purdue.edu/handouts/general/gl_soundmet er.html

۹۔ فاروقی، شمس الرحمٰن، لفظ و معنی، شب خون کتاب گھر، الہٰ آباد: بار اوّل، اکتوبر ۱۹۶۸ء، ص: ۵۰۔۵۱

۱۰۔ فاروقی، شمس الرحمٰن، تنقیدی افکار، نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان، جنوری ۲۰۰۴ء، ص:۳۰۲

۱۱۔ ایضاً، ص:۳۰۲

۱۲۔ ایضاً، ص:۳۰۳

۱۳۔ بہ حوالہ مغربی شعریات، محمد ہادی حسین، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۸ء، ص: ۱۳۵

۱۴۔ ایضاً، ص:۱۳۹

۱۵۔ ایضاً، ص:۱۳۴

۱۶۔ ایضاً، ص:۱۵۱